اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ — عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

نمبر ۸۳۵ رجسٹرڈ ایل

تار کا پتہ الفضل قادیان بٹالہ

THE ALFAZL
QADIAN

الفضل

اخبار ہفتہ میں تین بار — فی پرچہ تین پیسے — قادیان

ایڈیٹر غلام نبی

قیمت سالانہ پیشگی — ششماہی — سہ ماہی

جماعت احمدیہ کا یہ سلسلہ آگرہ جنوری ۱۹۱۳ء میں حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا

جلد ۱۳ — مورخہ ۱۰ ستمبر ۱۹۲۵ء یوم پنجشنبہ مطابق ۲۰ صفر ۱۳۴۴ھ — نمبر ۲۹

مدینۃ المسیح

خدا کے فضل سے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت اچھی ہے۔ حضور نے ۶ ستمبر بعد نماز عصر مسجد مبارک میں ان مبلغین کو جو ہندوستان کے مختلف علاقوں کا دورہ کریں گے۔ تبلیغ کے متعلق چند ہدایات فرمائیں ؎

۷ ستمبر ۱۹۲۵ء کو ... وفد جن کے متعلق اخبار میں اعلان ہوتے رہے ہیں۔ اپنے اپنے مقام پر روانہ ہوگئے۔ جناب مولوی غلام رسول صاحب راجیکی بیمار ہوجانے کی وجہ سے نہیں جاسکے ؎

۵ ستمبر۔ بعد نماز مغرب حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے جناب حافظ روشن علی صاحب کا نکاح ثانی امۃ المجید بنت ابو عبید اللہ حافظ غلام رسول صاحب وزیرآبادی کے ساتھ پانچ سو روپیہ مہر پر پڑھا۔ اور تعدد ازدواج کے متعلق لطیف خطبہ ارشاد فرمایا ؎

مولوی عبدالرحیم صاحب نیر بٹالہ۔ امرتسر اور جگہ کے احمدیہ جلسوں میں

موت کے بعد کیا ہوتا ہے؟

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی ایک تازہ تصنیف سے کچھ

حضور نے کانفرنس مذاہب لنڈن کی تقریب پر تعلیم الاسلام کے متعلق جو کتاب رقم فرمائی۔ اور جو انگریزی کے علاوہ اردو میں بھی "احمدیت یعنی حقیقی اسلام" کے نام سے شائع ہوچکی ہے۔ اس میں حضور رقم فرماتے ہیں :۔

"مابعد الموت حالت کے متعلق بحث و تدقیق کے ساتھ ہی انسان کے سامنے یہ سوال آتا ہے کہ کیا روح کوئی چیز ہے؟ اگر ہے تو کیا؟ اس کے متعلق اسلام کا جواب یہ ہے۔ کہ روح فی الواقع ایک چیز ہے۔ جس کے ذریعہ سے انسان ان لطیف علوم کو حاصل کرتا ہے۔ جنکو حواس ظاہری سے انسان حاصل نہیں کرسکتا۔ وہ خدا اور انسان کے تعلق کا مظہر ہے۔ اور اس کے جلال کا تخت گاہ ہے۔ اسے جسم سے ایسا عجیب تعلق ہے۔ کہ اس کی مثال اور کسی چیز میں نہیں پائی جاتی۔ وہ دماغ کی قوت متفکرہ اور دل کی قوت منفعلہ کے ذریعہ سے انسانی جسم کی ظاہری قوتوں پر اپنا اثر ڈالتی ہے۔ اسی وجہ سے وہ اس قدر ظاہری حرکات سے متاثر نہیں ہوتی۔ جس قدر کہ افکار اور جذبات سے۔ کیونکہ اس کا علاقہ زیادہ تر انہی دو چیزوں سے ہے۔ سائنس اب تک اس تعلق کو معلوم کرنے میں کامیاب نہیں ہوئی۔ جو روح اور قلب میں ہے۔ مگر صاحب تجربہ لوگ جانتے ہیں۔ کہ روح کا قلب سے ایک باریک تعلق ہے۔

جہاں سے دماغ کی طرف وہ تعلق بعض مخفی ذرائع سے اس طرح منتقل ہو جاتا ہے۔ جس طرح کہ تیل بتی کے ذریعہ سے اوپر چڑھ جاتا ہے۔ اور دماغ کے اعصاب آگے اسے قبول کرکے اسی قابل بناتے ہیں۔ کہ اس میں سے ایسی روشنی پیدا ہو جسے لوگ دیکھ سکیں۔ اور ایک حقیقت کا اقرار کریں۔ یہ روح جیسا کہ قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہیں باہر سے نہیں آتی۔ بلکہ رحم مادر میں جسم انسانی کی پرورش کے ساتھ ساتھ یہ بھی پیدا ہوتی جاتی ہے۔ اور درحقیقت جسم میں سے نکلا ہوا ایک خلاصہ ہے۔ اسکی مثال شراب کی سی ہے جس طرح جَو یا انگور اور ایسی ہی چیزوں میں سے جب انکو خاص ترکیب سے سڑایا جائے۔ شراب نکل آتی ہے۔ اسی طرح جسم رحم مادر میں کچھ ایسی کیفیات سے گذرتا ہے۔ کہ اس میں سے ایک لطیف جوہر نکل آتا ہے۔ جسے ہم روح کہتے ہیں۔ جب یہ جوہر جسم سے اپنا تعلق کامل کر لیتا ہے تو اس وقت انسانی قلب حرکت کرنے لگتا ہے۔ اور انسان زندہ ہو جاتا ہے۔ جسم سے نکلنے کے بعد اس جوہر کا وجود ایسا ہی مستقل ہوتا ہے۔ جیسے شراب کا۔

غرض اسلام کے نزدیک روح مخلوق ہے۔ اور جس وقت بچہ ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے۔ اس وقت وہ پیدا ہوتی ہے۔ اور اسلام ہمیں یہ سکھاتا ہے کہ انسانی روح پیدا ہونے کے بعد ضائع نہیں جاتی۔ اسکے بعد اس کے سامنے ایک غیر منقطع زمانہ ہے۔ جس حالت کو موت کہتے ہیں۔ وہ روح کے جسم سے الگ ہونے کا ہی نام ہے۔ جس کا لازمی نتیجہ دل کی دھڑکن کا بند ہونا اور جسم انسانی کا بیکار ہو جانا ہے۔ اسلامی اصول کے مطابق روح اپنی طاقتوں کے اظہار کے لئے ہمیشہ جسم کی محتاج ہے۔ اور جب کبھی جسم اسکی طاقتوں کے اظہار کے ناقابل ہو جاتا ہے۔ وہ اسے چھوڑ دیتی ہے۔ جس وقت جسم روح کو چھوڑتا ہے۔ اس کا نام موت ہوتا ہے۔ جس کے معنے ہلاکت ہو جانے کے ہیں۔ پس جب ہم کہتے ہیں کہ فلاں شخص مر گیا تو اس کے معنے صرف یہ ہوتے ہیں کہ اسکی روح اس کے جسم سے جُدا ہو گئی۔ ورنہ روح فنا نہیں ہوتی۔ بلکہ زندہ رہتی ہے۔ اور اگر کوئی شخص خدا تعالےٰ کو قبول کرتا ہے۔ اور اس کی طاقتوں پر یقین رکھتا ہے۔ تو وہ یہ یقین ہی کب کر سکتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے یہ تمام کارخانہ عالم اسی لئے بنایا ہے۔ کہ انسان اس میں پیدا ہو کر کچھ دن کھا پی کر یا اس دنیا کے اسرار قدرت دریافت کرکے فنا ہو جائے۔ یہ خیال کہ کوئی عاقل ہستی یہ تمام کارخانہ عالم۔ یہ سورج چاند سارے زمین اور ان کے درمیان کی چیزیں اور قدرت کے باریک در باریک اسرار اور پھر انکا اسپر ایک ایسے انسان کو پیدا کریگی۔ جو صرف ساٹھ ستر یا سو سال زندگی بسر کرکے فنا ہو جائے گا۔ ایک ایسا خیال ہے جیسے عقل دھکے دیتی ہے۔ انسان کے لئے اسقدر کائنات کا پیدا کرنا اور اسپر عقل کے ذریعہ سے اسے حکم بخشنا چاہتا ہے کہ اس کے لئے اس محدود زندگی کے علاوہ کچھ اور مقصد بھی مقرر کیا گیا ہے۔ اسلام کہتا ہے کہ وہ مقصد یہ ہے کہ انسان کو دائمی زندگی دیجائے۔ اور دائمی ترقیات کا راستہ اس کے لئے کھولا جائے۔ سورہ مؤمنون میں اللہ تعالےٰ زمین و آسمان کی پیدائش اور قدرت کے کارخانہ اور انسان کی طاقتوں کا ذکر فرما کر دریافت کرتا ہے کہ باوجود اس کے تم خیال کرتے ہو۔ کہ صرف اسی دنیا کی زندگی ہے۔ اور موت کے بعد کوئی اور حیات نہیں پھر آخر میں سوال کرتا ہے۔ افحسبتم انما خلقنٰکم عبثاً وانکم الینا لا ترجعون ۔ فتعٰلی اللّٰہ الملک الحق ۔ لا الٰہ الا ھو رب العرش الکریم (مؤمنون ع ۶) کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ ہم نے تم کو یونہی بطور کھیل کے پیدا کیا ہے؟ اور ایک دائمی زندگی کا سلسلہ اور دائمی ترقیات کا سلسلہ جو بعد الموت جاری ہوگا۔ تمہارے لئے مقرر نہیں کیا۔ ایسا نہیں۔ کیونکہ خدا تعالےٰ بلند شان والا ہے۔ اور سچا بادشاہ ہے۔ وہ بلا غرض اور بلا حکمت کوئی کام نہیں کرتا پھر وہ ایک ہی خدا ہے اور تمام پاکیزہ اور دلوں میں عزت پیدا کر دینے والی صفات کا مالک ہے۔ پس یہ خیال بھی نہیں کیا جا سکتا۔ کہ اس نے اس دنیا کو پیدا نہیں کیا۔ یا اس نے پیدا تو کیا ہے۔ مگر اس کی کوئی اہم غرض نہیں رکھی۔

اس حقیقت کے اظہار کے بعد کہ اسلام کے نزدیک مرنے کے بعد بھی انسانی زندگی کا سلسلہ جاری رہتا ہے اب میں یہ بتانا چاہتا ہوں۔ کہ اسلام اس زندگی کی جو حقیقت ہمیں بتاتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگلا جہان کوئی نئی دنیا نہیں۔ بلکہ اسی دنیا کا تسلسل ہے۔ یہ نہیں کہ انسان مر کر کسی وقت تک مردہ پڑا رہے گا۔ اور پھر اس کو زندہ کرکے اس کی نیکی اور بدی کے مطابق اس کو اچھی یا بُری جگہ میں رکھا جائیگا۔ بلکہ درحقیقت انسانی روح اپنی پیدائش کے ساتھ ہی ایسی طاقتوں کو لیکر آتی ہے کہ اسکے بعد اسکے لئے فنا حرام ہو جاتی ہے اور خدا تعالیٰ کی صفت قیوم اسکو اپنے سایہ کے نیچے لے آتی ہے۔ اسوجہ سے وہ ہلاکت سے محفوظ ہو جاتی ہے۔

پس موت ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف انتقال کا نام ہے۔ اس سے زیادہ اور کچھ نہیں۔ اور اس انتقال کی ضرورت قرآن کریم یہ بتاتا ہے کہ اگر موت نہ ہوتی تو انسانی روح کامل ترقیات بھی حاصل نہیں کر سکتی تھی۔ کیونکہ انسان کی پیدائش ایسے طریق پر کی گئی ہے کہ جب کسی امر کا کامل انکشاف اسپر ہو جائے تو پھر وہ غلط راستہ پر نہیں چلتا۔ اور کامل انکشاف کے بعد کسی ثواب کا ملنا بھی عقل کے خلاف ہے۔ ہم کسی کو اس بات کے لئے انعام نہیں دیتے کہ وہ سورج کو جب وہ نصف النہار پر ہوتا ہے مانتا ہے یا رات اور دن کا قائل ہے لیکن ہم مثلاً ایسے طالب علم کو جو امتحان میں بیٹھکر باریک سوالوں کو حل کرتا ہے انعام دیتے ہیں یا ایسے لوگوں کو جو باریک اسرار قدرت کو دریافت کرتے ہیں۔ معزز اور مکرم سمجھتے ہیں۔ اور انکے درجہ کو بلند کرتے ہیں۔ پس انعام صرف خاص محنت اور پوشیدہ باتوں کے نکالنے پر ملتا ہے۔ اور ایسے کاموں کے کرنے پر ملتا ہے جنمیں انسانکو ہمت اور قوت سے کام لینا پڑے لیکن اگر انسانی ترقیات کا دروازہ اسی دنیا میں شروع ہو جاتا۔ تو بعد میں آنیوالی نسلیں ان لوگوں کو دیکھ کر جو اچھے کام کرکے بہت اعلیٰ ترقیات کو حاصل کر رہے ہوتے اور ان لوگوں کو دیکھکر جو انبیاء کی مخالفت کیوجہ سے سخت آفات میں مبتلا ہوتے خدا تعالیٰ کی ہستی پر اور انبیاء کی سچائی پر ایسا یقین کر لیتیں کہ آئندہ ان کیلئے ابتلاء اور امتحان کا کوئی موقع ہی نہ رہتا۔ اور وہ مستحق بھی نہ رہتیں پس یہ ضروری تھا کہ ایمان کو اور اسکے ثمرات کو ایک حد تک ظاہر کیا جائے۔ اور ایک حد تک مخفی رکھا جائے تاکہ وہ لوگ جو خدا تعالےٰ کے لئے محنت کرنیوالے ہیں۔ اور وہ لوگ جو دنیا کی لذت میں انہماک کرنیوالے ہیں۔ ایکدوسرے سے ممتاز ہو جائیں۔ اور اپنی اپنی قابلیت اور قربانی کے مطابق انعام یا سزا پائیں۔

غرض موت کی حکمت ان حالات کو انسان کی نظروں سے مخفی رکھنا ہے۔ جو اسکے اعمال کے نتیجہ میں اسکو پیش آتے ہیں تاکہ وہ فکر اور غور اور عقل اور خشیت اللہ سے کام لیکر حقیقت تک پہنچے اور اسکی روح میں وہ آزاد قابلیت پیدا ہو۔ جو صرف ایسی ہی کوشش کے نتیجہ میں پیدا ہوا کرتی ہے۔ دوسری غرض موت کی یہ ہے کہ انسانی روح ان قابلیتوں کو پیدا کر سکے۔ جن کے بغیر اعلےٰ ترقیات حاصل نہیں ہو سکتیں۔ انسانی جسم ایسا کثیف ہے کہ دنیا کی لطیف چیزوں کا بھی مشاہدہ نہیں کر سکتا۔ کجا یہ کہ ان باریک باتوں کو دیکھ سکے جو اس دنیا کے مادے کی نسبت زیادہ لطیف مادوں بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ ایک قسم کے روحانی اجزاء سے بنا ہوا ہے۔ پس روح کو جسم سے جدا کرکے موقع دیا جاتا ہے کہ وہ ان لطیف امور پر واقف ہو جو اسکی بے انتہا ترقیات کیلئے ضروری ہے۔ پس جب روح جسم سے جدا ہوتی ہے تو اسی وقت وہ ایک اور سڑک پر قدم مارنے لگتی ہے اور یہ نہیں کہ اسکو کسی خاص وقت تک کسی خاص کوٹھڑی میں بند کرکے رکھ چھوڑا جاتا ہے تاکہ وہ اپنے امتحان کے نتیجہ کا انتظار کرے۔

درحقیقت یہ خیال عقلی ڈھکوسلوں کا نتیجہ ہے۔ بعض لوگوں نے انسانی زندگی کو ایک امتحان سے تشبیہ دیکر اسکی پوری صورت بعد الموت حالات میں بھی پیدا کر دی۔ اور جس طرح امتحان کے بعد پرچوں کے دیکھنے تک ایک وقفہ ہوتا ہے۔ انسان کی موت کے بعد ایک وقفہ تجویز کیا۔ اور پھر ایک دن مقرر کیا ہے۔ جس دن کہ ان پرچوں کا نتیجہ سنا دیا اور کوئی فیل ہو جائیگا اور کوئی پاس۔ لیکن گو یہ بات تو درست ہے کہ انسانی زندگی کو امتحان کے ایام سے بھی ایک مشابہت ہے۔ مگر یہ درست نہیں کہ امتحان کی سب صورتیں اسپر منطبق ہوتی ہیں۔ اسکی مشابہت اسیقدر انسانی طریقہ امتحان سے ہے جس قدر کہ قانون قدرت کے ترقی بخش طریق عمل سے ہے"

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الفضل
قادیان دارالامان - یوم پنجشنبہ - ۱۰ ستمبر ۱۹۲۵ء

مدینہ منورہ پر نجدی حملہ

روضۂ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین

حاجیوں نے سفر حج سے واپس آکر طائف اور مکہ میں نجدیوں کی زیادتیوں کے متعلق جو چشم دید شہادت دی تھی۔ اور جس سے یہ بات پایۂ ثبوت تک پہنچ چکی تھی۔ کہ سلطان ابن سعود کی فوج نے بعض مقدس مقامات کی سخت توہین کی۔ اور انہیں مسمار کر دیا ہے۔ اسی نے مسلمانان ہند میں بہت سخت بے چینی اور اضطراب پیدا کر دیا تھا کہ مدینہ منورہ پر نجدیوں کی فوج کشی اور روضۂ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بے حرمتی کی خبر نے ایک سرے سے دوسرے تک آگ سی لگا دی ہے۔ اور ہر جگہ سخت بے چینی اور اضطراب کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ لیکن افسوس کہ ایسے المناک حادثہ پر اور ایسے رنج افزا وقت میں جبکہ مسلمانان ہند کو متفقہ اور متحدہ طور پر مدینہ منورہ اور مقامات مقدسہ کی حفاظت کے لئے کوشش کرنی چاہیئے تھی۔ آپس میں ایک دوسرے کے خلاف صف آرا ہو گئے اور زبان سے گذر کر ہاتھوں پر اتر آئے ہیں۔ ایک فریق باوجود پے درپے اور مصدقہ اطلاعات کے یہی کہہ رہا ہے کہ نہ مدینہ پر حملہ ہوا ہے۔ اور نہ روضۂ اطہر کو گزند پہنچا ہے۔ لیکن دوسرا فریق اسے نجدیوں کی بیجا حمایت اور اصل حالات پر پردہ ڈالنے کا مجرم سمجھ رہا ہے۔ ایک طرف اگر نجدیوں کے خلاف اظہار رنج و ملامت کی قرارداد پاس کی جاتی ہے۔ تو دوسری طرف ان پر "اعتماد کلی" کا اظہار کیا جاتا ہے۔ اور ان کے خلاف سب خبروں کو غلط اور بے بنیاد قرار دیا جاتا ہے ؛

اس کشمکش اور جنگ و جدل کا یہ نتیجہ ہو رہا ہے کہ مسلمانان ہند متفقہ طور پر نجدیوں کے اس فعل کے خلاف جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ کی ہتک کا باعث ہوا ہے۔ صدائے احتجاج بلند کرنے کے قابل نہیں رہے جس کا یقیناً بہت بڑا اثر ہوتا۔ اور آپس میں ایک دوسرے کو کوس رہے ہیں۔ اور لڑائی جھگڑے کر رہے ہیں ؛

ہمارے خیال میں روضۂ رسول کریم کی توہین کے المناک واقعہ کے متعلق جس میں اب تو کچھ بھی شک و شبہ نہیں رہا گیا نجدیوں کے حامیوں نے جو روش اختیار کی ہے۔ وہ نہایت ہی افسوسناک ہے۔ وہ نہ صرف اس کوشش میں لگے ہوئے ہیں۔ کہ اس حادثہ کے متعلق جو بھی خبر موصول ہو۔ اسے یا تو بالکل غلط اور جھوٹی کہہ دیں یا اس کا ایسا مفہوم بیان کریں۔ جس سے نجدیوں کی بریت ثابت ہو بلکہ وہ یہ ثابت کرنے کے لئے بحث و مباحثہ کا دروازہ کھول رہے ہیں۔ کہ قبروں پر قبے بنانا جائز ہی نہیں۔ اور وہ مقابل لوگوں کو قبے پرست۔ گور پرست وغیرہ کہنے کے علاوہ یہ کہکر چپ کرانا چاہتے ہیں۔ کہ "تم قبہ پرستی سے سلطنت اور خلافت ہرگز نہیں مل سکتی" "قبوں کی پرستش کی وجہ سے تم ذلیل اور رسوا ہو گئے ہو" وغیرہ وغیرہ (تقریر مولوی ظفر علیخان صاحب مندرجہ زمیندار ۳ ستمبر) پھر یہی نہیں۔ بلکہ یہاں تک ستم کر رہے ہیں کہ مقبروں کا جن میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا روضہ مقدس بھی شامل ہے۔ اس طرح ذکر کر رہے ہیں :-

"وہ چند قبے ہیں۔ جو خود تم نے اینٹ اور پتھر سے بنائے۔ تم قبوں کو رو سکتے ہو۔ کئی دفعہ کعبہ گرایا گیا۔ اور کئی دفعہ پھر بنا" (زمیندار ۳ ستمبر)

اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ روضہ مبارک بھی اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا روضہ چونکہ اینٹ اور پتھر کا بنا ہوا ہے اس لئے اگر اسے نقصان پہنچ گیا تو کیا ہوا۔

اس سے بھی بڑھکر وہ فقرہ ہے۔ جو اخبار سیاست ۳ ستمبر نے بایں الفاظ پیش کیا ہے کہ "حامیان نجد انہدام کی اہمیت کو یہ کہکر کم کر رہے ہیں۔ کہ یہ چیزیں محض اینٹ گارا اور پتھر ہی تو ہیں۔ لہذا انکی بربادی کوئی اہم بات نہیں"

صاف بات ہے کہ جن لوگوں کے قلوب میں روضۂ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر گولیاں لگنے کی وجہ سے آگ لگی ہوئی ہے۔ ان کے لئے حامیان نجد کا یہ رویہ نہایت دلشکن اور رنج افزا ہے۔ کیونکہ یہ وقت اس سوال کے اٹھانے کا نہیں کہ قبے جائز ہیں یا ناجائز۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مزار مقدس پر جو قبہ ہے۔ وہ صرف اینٹ گارا اور پتھر کی حیثیت رکھتا ہے یا اس کی عزت اور احترام ہر مسلمان کا فرض ہے۔ بلکہ اس وقت نجدیوں کو اس شورش انگیز فعل سے باز رکھنے کی کوشش کرنی چاہیئے تھی۔ کیونکہ انہیں زبردستی ان مقامات کی ہتک کرنے کا ہرگز حق حاصل نہیں ہے۔ جن کے ساتھ کروڑوں مسلمانوں کے مذہبی جذبات وابستہ ہیں۔

رہی یہ بات کہ مقدس مقامات محض اینٹ پتھر اور گارا ہیں۔ اور ان کے احترام کی ضرورت نہیں۔ یہ ایسی جاہلانہ بلکہ باغیانہ بات ہے کہ اس کے متعلق جس قدر بھی اظہار نفرت کیا جائے۔ کم ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ کا ایک ایک ذرہ ہر اس مسلمان کے لئے جو آپ کا کلمہ پڑھتا اور آپ کی محبت سینہ میں رکھتا ہے۔ جس طرح محبت اور شوق کے جذبات پیدا کرتا ہے اسی طرح اس کی ہتک رنج اور غم سے بھی بھر سکتی ہے۔ اور کوئی مسلمان ایک لمحہ کے لئے بھی گوارا نہیں کر سکتا۔ کہ روضۂ اطہر کو ذرا بھی نقصان پہنچے۔ جب خدا تعالے کے اس برگزیدہ انسان کی خوابگاہ کے متعلق جس نے اپنے انوار سے دنیا کو منور کر دیا۔ مسلمانوں کے یہ جذبات اور احساسات ہیں۔ تو کیسے نادان ہیں۔ وہ لوگ جو یہ کہہ کر انہیں خوش کرانا چاہتے ہیں کہ مزار پر قبہ بنانا جائز ہی نہیں۔ اور قبہ محض اینٹ پتھر اور گارا ہے۔ کیونکہ یہ خوش کرانا نہیں۔ بلکہ زخموں پر نمک پاشی ہے ؛

ہم نہیں سمجھتے۔ جو لوگ اس قسم کی باتوں سے نجدیوں کے اس افسوسناک فعل پر پردہ ڈالنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ وہ کس منہ سے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت میں سے کہلانے کا دعویٰ کرتے اور آپ سے محبت رکھنے کے مدعی ہیں۔ اگر کوئی ان کے باپ یا ماں کی قبر کی مٹی کو بکھیرنا چاہے۔ تو امید نہیں وہ یہی کہکر خوش ہو جائیں کہ اس مٹی میں کیا رکھا ہے۔ لاش تو کئی فٹ نیچے ہے۔ پس اگر وہ اپنے ماں باپ کی قبر کے متعلق یہ حرکت برداشت نہیں کر سکتے۔ تو ان لوگوں پر کس منہ سے طعن و تشنیع کر رہے ہیں۔ جو روضۂ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کی بے ادبی کی خبر سے بے چین اور مضطرب ہو رہے ہیں۔ اگر خود ان کے قلوب محبت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے خالی ہو چکے ہیں۔ تو یہ حق حاصل نہیں۔ کہ دوسروں کو بھی ایسا ہی سمجھیں ؎

اس بارے میں جماعت احمدیہ کو جو روش اختیار کرنی چاہیئے۔ وہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے اپنے خطبہ جمعہ میں جو اگلے پرچہ میں درج ہوگا۔ بیان فرما دی ہے۔ حضور نے نجدیوں کے اس دل دوز فعل کے خلاف انتہائی رنج والم کا اظہار فرمایا ہے۔ علاوہ ازیں شرعی پہلو سے بھی بہت سے نکات حل فرمائے ہیں۔ اس وقت ہم پھر وہی بات کہنا چاہتے ہیں۔ جو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے اپنے خطبہ میں ارشاد فرمائی۔ اور جس کا مختصر ذکر گذشتہ پرچہ میں کیا جا چکا ہے۔ کہ ہماری جماعت روضہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت کے متعلق خاص طور پر دعائیں کرے۔ اور اپنے قول وفعل سے ظاہر کر دے کہ ہمیں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مبارک کی ہتک سے اسقدر صدمہ پہنچا ہے جس کی کوئی حد نہیں۔ ہمیں اسبات کی ضرورت نہیں۔ کہ اس موقعہ پر سلطان ابن سعود اور ان کی نجدی فوج کو گالیاں دیں۔ اور سب وشتم کریں۔ کیونکہ یہ بالکل بے فائدہ اور اپنے اخلاق کو خراب کرنے والی حرکت ہے۔ ہاں خدا تعالےٰ کے حضور یہ دعا ضرور کرنی چاہیئے۔ کہ احکم الحاکمین انہیں اسبات کا موقعہ نہ دے۔ کہ دانستہ یا نادانستہ مزار رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہتک اور بے ادبی کے مرتکب ہوں ؎

"زمیندار" اور سید حبیب صاحب

سید حبیب صاحب مالک اخبار سیاست کو نجدیوں کی مدینہ منورہ پر گولہ باری اور روضہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہتک کے خلاف آواز اٹھانے کے جرم میں خداوندان خلافت کمیٹی نے "مرتد" "باغی" اور "غدار" قرار دیکر صدارت خلافت کمیٹی سے معزول کر دیا ہے بلکہ "زمیندار" جو کل تک ان کی تعریف وتوصیف کے راگ گاتا نہیں تھکتا تھا۔ اور جس کا قلم انہیں "مولانا" لکھتے لکھتے گھس گیا۔ وہی اب ان پر تمسخر اڑانے اور بے ہودہ حملے کرنے پر اتر آیا ہے :۔

چنانچہ سید عطاء اللہ صاحب بخاری کی حمایت کرتا ہوا لکھتا ہے:۔

"[illegible] شخص جزاہم اللہ کو جزاکم اللہ۔ جامع ازہر کو جامع اظہر اور افوض کو افوز۔ تذر کو نذر لکھکر بھی مولانا کہلا سکتا ہے۔ تو ایک عالم دین اور واعظ شیریں بیان اس کا مستحق کیوں نہیں ہو سکتا۔" (زمیندار ۴ ستمبر)

آج کل اخبار جس افراتفری کے ساتھ مرتب کئے جاتے ہیں۔ اسے مدنظر رکھتے ہوئے اس قسم کی فروگذاشتیں ہو جانا کوئی غیر معمولی بات نہیں۔ لیکن اگر اسی امر کو علمیت کے پرکھنے کا معیار قرار دیا جائے۔ تو خود زمیندار بھی اس پر پورا نہیں اتر سکیگا۔ ابھی چند ہی دن ہوئے اس نے انا للہ وانا علیہ راجعون لکھا تھا۔ اور اپنے حال ہی کے پرچہ (۲ ستمبر) میں لعنت اللہ الی الکاذبین لکھا ہے۔ حالانکہ عربی سے معمولی سی مس رکھنے والا بھی سمجھ سکتا ہے۔ کہ پہلی آیت میں علیہ نہیں الیہ چاہیئے اور دوسری آیت میں الی الکاذبین نہیں بلکہ علی الکاذبین ہونا چاہیئے ؎

"زمیندار" کو اصولی گفتگو سے پہلو تہی کر کے ذاتیات میں الجھنے کا پرانا مرض ہے۔ اور جس شخص سے بھی اسے کینہ وبغض ہو۔ اسکے خلاف یہی حربہ استعمال کر کے وہ اپنی شرافت کا ثبوت دیا کرتا ہے ؎

گائے کو سور کی جیپ کا ٹیکہ

آریوں نے گائے کشی کو روکنے کے لئے ایک نئی تجویز ایجاد کی ہے۔ اور اس کا ذکر نہ صرف بڑے طمطراق سے بلکہ دھمکی آمیز الفاظ میں "آریہ گزٹ" میں کیا گیا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے:۔ بہتر ہو۔ کہ مسلمان گائے کا گوشت کھانا چھوڑ دیں۔ ورنہ اس تجویز پر عمل کیا جائے گا کہ جتنی گائیں ہندوؤں کے گھروں میں موجود ہوں۔ اور بچھڑا بچھڑی آگے پیدا ہو ان کو سور سے تیار کردہ سیرم (جیپ) کا ٹیکا لگایا جائے۔ اگر یہ مان بھی لیا جائے۔ کہ اس ٹیکہ کا ناپاک اثر عرصہ دراز تک گائے کے گوشت میں رہ سکتا ہے۔ اور اس وجہ سے مسلمان ہندوؤں کے گھروں کی گایوں اور بچھڑوں کو ذبح نہیں کر سکیں گے۔ تو آریوں نے ان گایوں کی حفاظت کا کیا انتظام سوچا ہے۔ جو مسلمانوں کے اپنے قبضہ وتصرف میں ہوتی ہیں۔ علاوہ ازیں اگر سور کی جیپ گائے کے گوشت میں اپنا اثر پیدا کر سکتی ہے۔ تو عیسائی جو سور کا گوشت نہایت رغبت اور چاہت سے کھاتے ہیں۔ ان کے لئے ایسی گائیں اور بچھڑے بہت زیادہ شوق پیدا کرنے کا باعث ہونگے۔ اور وہ سور کے گوشت کی بجائے کہ جو بہت گراں ملتا ہے۔ اسی قسم کی گایوں کا گوشت استعمال کرنا شروع کر دینگے اور اس طرح گاؤ کشی میں بہت اضافہ ہو جائے گا۔

پس آریہ صاحبان کو اس قسم کی تجویز ذرا سوچ سمجھکر عمل میں لانی چاہیئے ؎

سیٹھ چھوٹانی سابق صدر مرکزی خلافت کمیٹی

مرکزی خلافت کمیٹی کے سابق صدر سیٹھ چھوٹانی صاحب جنھوں نے نہایت شورش انگیز ایام میں خلافت کمیٹی کی صدارت کی۔ اور بڑی آن بان کے ساتھ کی۔ ایک عرصہ سے ان لوگوں کے نشانہ ہدف بنے ہوئے تھے۔ جو خلافت کمیٹیوں میں شامل نہ تھے۔ لیکن زمانہ کے رنگ اور مسلمانان ہند کی تلون مزاجی کے کرشمے ہیں۔ کہ آج انہیں ہمدرد جیسا اخبار حسب ذیل الفاظ سے مخاطب کرتا ہے:۔

"کینہ فطرت کم ظرف دغائی خلافت سیٹھ" "اس سر پھرے سیٹھ کی کمینگی ملاحظہ فرمایئے۔" "ہم اور تمام کام کرنے والے عرصہ سے اس شوریدہ سر سیٹھ کی سفاہت طبع اور سفلہ پن سے اچھی طرح واقف تھے۔"

"اظہار سفاہت وفرومائگی میں اس شخص نے کمال ہی کر دکھایا۔ حالانکہ اگر مولانا شوکت علی اس توند پر جس میں خلافت کے سوا لاکھ پندرہ ہزار روپیہ کی رقم ہضم کر لی گئی ہے۔ اور جس کا حجم مزید آٹھ ہزار کی چھوٹی چک سے کچھ اور بڑھ گیا ہے۔ اپنی ایک ہلکی سی لات بھی رسید کر دیتے۔ تو سیٹھ صاحب معہ اپنی خیانت پذیر توند کے بالشت زمین میں دھنس جاتے۔"

"ہم اس شخص کی نسبت کیا کہیں۔ جو خلافت کمیٹی کا سوا لاکھ روپیہ بد دیانتی وخیانت سے ہضم کئے بیٹھا ہے۔" (ہمدرد یکم ستمبر)

چھوٹانی صاحب کی یہ مدح سرائی اس تقریب پر کی گئی ہے کہ انہوں نے مولوی شوکت علی صاحب کو ماں کی گالیاں دیں۔ اور مارنے کے لئے چھڑی اٹھائی۔ اگرچہ سیٹھ صاحب اس خبر کی تردید کر چکے ہیں۔ لیکن اگر انہوں نے ایسا کیا۔ تو بہت ہی برا کیا۔ مگر ہمدرد نے بھی کوئی عمدہ نمونہ نہ دکھایا اور دونوں نے یہ بات پایہ ثبوت تک پہنچا دی کہ مسلمان جنہیں اپنی چوٹی کے لیڈر سمجھتے ہیں۔ انکی حالت نہایت ہی افسوسناک ہے ؎

معارف قرآنیہ لکھنے سے دیوبندیوں کا فرار

اور مولوی ثناء اللہ صاحب کو اطلاع

غیر احمدی مولویوں نے جون ۱۹۲۵ء میں قادیان میں جلسہ کر کے جو اعتراضات کئے تھے۔ ان کے جواب میں اس وقت بعض تقریریں احمدیہ جماعت کی طرف سے ہوئیں تھیں۔ ان میں ایک تقریر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے بھی فرمائی تھی۔ جس میں حضور نے غیر احمدی مولویوں کے دیگر اعتراضات کا جواب دیتے ہوئے علماء دیوبند کے ایک چیلنج کا بھی جواب دیا تھا۔ اور فرمایا تھا۔ کہ

"میں اس بات کا ذمہ لیتا ہوں۔ کہ حضرت مرزا صاحب کی کتابوں سے وہ حقائق اور معارف پیش کروں گا۔ جو ان مولوی صاحبان نے کبھی بیان نہیں کئے۔ اور نہ پہلی کتابوں میں قرآن کریم سے اخذ کر کے بیان کئے گئے ہیں۔ کہدینے کو تو انہوں نے کہدیا۔ کہ مرزا صاحب نے کوئی معارف بیان نہیں کئے۔ اور جو کئے ہیں۔ وہ سرقہ ہیں۔ پچھلی کتابوں میں موجود ہیں۔ لیکن اگر اس بات پر ثابت قدم رہیں اور اس کو سچائی کا معیار سمجھیں۔ تو اس کا میں ذمہ لیتا ہوں۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ کی کتب سے ایسے قرآنی حقائق اور معارف پیش کروں۔ جو ان مولوی صاحبان نے کبھی بیان نہیں کئے اور نہ حضرت مسیح موعود سے پہلے کسی نے کئے ہیں۔ مگر مولوی صاحبان کو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ وہ بھی اس بات کے قائل ہیں۔ کہ قرآن کریم میں وہ معارف ہیں۔ جو پہلی کتب میں نہیں ہیں۔ پس حضرت مرزا صاحب کے دعوے (معارف) کے پرکھنے سے پہلے ہمیں جدت و کثرت کا معیار قائم کر لینا چاہیئے۔ اور اس کا بہترین ذریعہ یہی ہے۔ کہ غیر احمدی علماء ملکر قرآن کریم کے وہ معارف روحانیہ بیان کریں۔ جو پہلی کسی کتاب میں نہیں ملتے۔ اور جن کے بغیر روحانی تکمیل ناممکن ہے۔ پھر میں ان کے مقابلہ میں کم از کم دوگنے معارف قرآنیہ بیان کروں گا۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لکھے ہیں۔ اور ان مولویوں کو کیا سوجھنے تھے۔ پہلے مفسرین و مصنفین نے بھی نہیں لکھے۔ اگر میں کم سے کم دوگنے ایسے معارف نہ لکھ سکوں۔ تو بے شک مولوی صاحبان اعتراض کریں"

(الفضل ۱۷ر جولائی ۱۹۲۵ء)

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کے اس جواب کے شائع ہو جانے کے بعد علماء دیوبند کو چاہیئے تھا۔ کہ قرآن کریم کے وہ معارف روحانیہ بیان کرنے کے لئے تیار ہو جاتے جو پہلی کتابوں میں نہیں پائے جاتے۔ اور جن کے بغیر روحانی تکمیل ناممکن تھی۔ اور صرف قرآن مجید نے بیان کئے ہیں۔ تاکہ جدت اور کثرت کا معیار قائم ہو جانے کے بعد اس بات کا فیصلہ نہایت آسانی سے ہو سکتا۔ کہ جو معارف قرآنیہ حضرت مسیح موعودؑ کی کتب سے یا آپ کے مقرر کردہ اصول کی بناء پر علماء دیوبند کے چیلنج کے جواب میں پیش کئے جائیں گے آیا وہ سرقہ ہیں یا وہ ایسے حقایق اور معارف ہیں۔ جو پہلے مفسرین اور مصنفین نے بیان نہیں کئے۔ مگر افسوس کہ علمائے دیوبند اپنے حجروں میں بیٹھ کر جھوٹی لن ترانیاں ہانکنے میں بڑے جری اور دلیر ہیں۔ اس مقابلہ میں آنے سے بھی پہلو تہی کر رہے ہیں۔ چنانچہ "زلزلۃ الساعت" کے عنوان سے جو ایک لغو اشتہار انہوں نے شائع کیا ہے۔ اس میں انہوں نے اس بات سے ہی انکار کر دیا ہے۔ کہ معارف قرآنیہ بیان کرنا صداقت کی علامت ہے۔ گویا ان کے زعم میں ایک محال ہے۔ تو قرآن کریم کے ایسے حقائق و معارف کھل سکتے ہیں۔ جو پہلے مفسروں اور مصنفوں نے بیان نہیں کئے۔ مگر وہ جو نبی کریم کے سچے جانشین اور حامل قرآن ہونے کے مدعی ہیں۔ وہ اس نعمت سے محروم ہیں۔ کہ قرآن کریم کے ایسے معارف روحانیہ بیان کر سکیں۔ جو صرف قرآن کریم نے بیان کئے ہیں۔ اور پہلی کتابوں میں بیان نہیں ہوئے۔

علمائے دیوبند کی سہولت کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے اسی تقریر میں جو الفضل مورخہ ۱۷ر جولائی میں شائع ہو چکی ہے۔ ان کے چیلنج کا جواب دیتے ہوئے یہ بھی ارشاد فرمایا تھا۔ کہ

"اگر مولوی صاحب (دیوبندی) اس طریق فیصلہ کو ناپسند کریں۔ اور اس سے گریز کریں۔ تو دوسرا طریق یہ ہے۔ کہ میں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ادنیٰ خادم ہوں۔ میرے مقابلہ پر مولوی صاحبان آئیں۔ اور قرآن کریم کے تین رکوع کسی جگہ سے قرعہ ڈالکر انتخاب کریں۔ اور وہ تین دن تک اس ٹکڑے کی ایسی تفسیر لکھیں۔ جس میں چند ایسے نکات ضرور ہوں۔ جو پہلی کتب میں موجود نہ ہوں۔ اور میں بھی اسی ٹکڑے کی اسی عرصہ میں تفسیر لکھوں گا۔ اور حضرت مسیح موعود کی تعلیم کی روشنی میں اس کی تشریح بیان کروں گا۔ اور کم از کم چند ایسے معارف بیان کروں گا۔ جو اس سے پہلے کسی مفسر یا مصنف نے نہ لکھے ہونگے۔ اور پھر دنیا خود دیکھ لیگی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قرآن کریم کی کیا خدمت کی ہے۔ اور مولوی صاحبان کو قرآن کریم اور اس کے نازل کرنے والے سے کیا تعلق اور کیا رشتہ ہے"

علماء دیوبند اس کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں:۔

"صاحبزادہ صاحب! آپ کو دین و ایمان اسلام و قرآن معارف الٰہیہ اور حقائق و عرفان سے کیا تعلق۔ آپ تو آپ آپ کے تو اباجان بھی ان تمام باتوں سے محروم تھے"

گویا علماء دیوبند نے اپنے اس جواب سے ثابت کر دیا کہ واقعی قرآن کریم اور اس کے نازل کرنے والے سے ان لوگوں کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ اگر ان لوگوں کو ذرا بھی خدا کی معرفت ہوتی اور قرآن کریم سے کچھ بھی تعلق ہوتا تو ایسا بیہودہ جواب دیکر اپنی نادانی اور جہالت کا ثبوت نہ دیتے۔ کیا ایک شخص جو علماء دیوبند کے چیلنج پر قرآن کریم کے حقائق و معارف بیان کرنے کے لئے ان کو مقابلہ پر بلاتا ہے۔ علماء دیوبند کی طرف سے اس کو یہی جواب ملنا چاہیئے تھا۔ جو ان علماء نے دیا ہے کہ تو ایسا تیرا باپ ایسا۔ ان سے تو مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری اچھے رہے۔ جنہوں نے کم از کم اخبار میں شائع تو کر دیا۔ کہ ہم کو یہ صورت منظور ہے۔

اب علمائے دیوبند کو چاہیئے۔ کہ قرآن کریم کے حقائق و معارف بیان کرنے کے لئے اگر وہ خود مقابلہ کرنے سے گریز کرتے ہیں۔ تو مولوی ثناء اللہ صاحب کو ہی اپنا وکیل تسلیم کر لیں۔ اور اس طرح مولوی ثناء اللہ صاحب کو بھی چاہیئے۔ کہ علماء دیوبند کی طرف سے (جو ہمارے اصل مخاطب ہیں) وکالت نامہ حاصل کرنے کی پوری کوشش کریں۔ تاکہ معارف قرآنیہ کا یہ مقابلہ دوسرے لوگوں کے لئے زیادہ مفید ہو سکے۔ چونکہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے اپنے اخبار اہلحدیث مورخہ ۱۴ر اگست ۱۹۲۵ء میں لکھا ہے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نہ علوم ظاہری کے عالم ہیں اور نہ کسی باطنی درجہ کے مدعی ہیں۔ اس لئے انہیں اختیار ہوگا۔ کہ اپنا شبہ دور کرنے کے لئے وہ بالمشافہ یہ تفسیر نویسی کرنا چاہتے ہیں۔ تو قادیان میں تشریف لے آئیں۔ ان کے تمام اخراجات مناسب ہم ادا کرینگے۔ اور اگر کسی قسم کی جانی یا مالی حفاظت کی ذمہ داری بھی وہ ہم پر عائد کرینگے۔ تو اس کے لئے بھی ہم تیار ہیں۔ ورنہ مناسب انتظام کے ساتھ قرعہ اندازی ہونے کے بعد وہ اپنی جگہ قرآن شریف کے ان تین رکوع کی تفسیر لکھیں۔ جو قرعہ اندازی سے منتخب ہونگے۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح اپنی جگہ انہی منتخب شدہ تین رکوع کی تفسیر لکھیں۔ اور پھر یہ دونوں تفسیریں مساوی خرچ کے ساتھ یکجا کر کے شائع کی جائیں۔ تاکہ دنیا دیکھ لے۔ کہ حضرت

مسیح موعود علیہ السلام نے قرآن کریم کی کیا خدمت کی ہے۔ اور مولوی صاحبان نے کیا۔ قرعہ اندازی ایسے طریق سے ہوگی کہ کسی فریق کو شک وشبہ کی کوئی گنجائش نہ ہو۔ اور مقام قرعہ اندازی امرتسر ہی ہوگا۔

اس تفسیر نویسی کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کے امرتسر میں یا کسی دوسری جگہ تشریف لے جانے کی اس لئے ضرورت نہیں۔ کہ مناسب انتظام کے ساتھ اپنی اپنی جگہ بھی تفسیر نویسی کا مقابلہ ہو سکتا ہے۔ اور اس شبہ کے دور کرنے کی حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کو حاجت نہیں۔ کہ مولوی ثناء اللہ صاحب علوم ظاہری یا باطنی کے عالم ہیں یا نہیں۔ اس کا پتہ حقائق ومعارف سے ہی لگ جائے گا۔

دوم حضور کے امرتسر یا دوسرے مقام پر تشریف لے جانے کی صورت میں جیسا کہ تجربہ سے ثابت ہے۔ بیرونی جماعتیں بھی وہاں آئیں گی۔ اس سے جماعت پر مالی بوجھ زیادہ پڑے گا جس کی موجودہ حالات اجازت نہیں دیتے۔ اس لئے مولوی ثناء اللہ صاحب کو ان دونوں صورتوں میں سے کسی صورت کے اختیار کر لینے میں جو ان کے سامنے پیش کی گئی ہیں۔ کوئی عذر نہیں ہونا چاہیئے۔ ہم یہ اعلان کر دینا بھی ضروری سمجھتے ہیں۔ کہ اگر پندرہ روز تک دیوبندیوں نے مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کو اپنا وکیل تسلیم نہ کیا۔ اور نہ خود اس مقابلہ کے لئے تیار ہوئے۔ تو پھر ہمیں اس میں بھی انکار نہیں ہے۔ کہ جو دو صورتیں اوپر بیان کی گئی ہیں۔ ان میں سے جس صورت کو مولوی ثناء اللہ صاحب ترجیح دیں۔ اس کے مطابق دیگر شرائط طے کر کے مولوی صاحب موصوف اپنے دل کا پورا انجار نکال لیں۔

مولوی ظفر علی صاحب سے اہالیان لاہور کا عبرت انگیز سلوک

ایک وہ زمانہ تھا۔ جب مولوی ظفر علی خانصاحب سٹیج پر تشریف لاتے تو اللہ اکبر کے نعرہ سے زمین وآسمان گونج اٹھتے تھے۔ لیکن اب وہ زمانہ آگیا ہے۔ کہ مولوی صاحب اس قدر پبلک میں گر گئے ہیں۔ کہ بجائے اللہ اکبر کے نعرہ کے لعنت اور گندی گالیوں سے زمین وآسمان گونج اٹھتے ہیں۔ اس مختصری تمہید کے بعد ایک پبلک جلسہ کی روئداد ملاحظہ ہو۔ بروز سوموار بتاریخ ۳۱ اگست بوقت نو بجے شب خلافت کمیٹی کا ایک پبلک جلسہ بیرون دہلی دروازہ منعقد ہوا۔ ادھر "ظفر الملت" صاحب سٹیج پر تشریف لائے۔ ادھر بجائے اللہ اکبر کے نعرہ کے لعنت اور گالیوں کی بوچھاڑ پڑنے لگی شروع میں مولانا صاحب نے فرمایا۔ کہ تمام دوست بیٹھ جائیں۔ کچھ تو بیٹھ گئے۔ مگر ایک پارٹی کھڑی رہی۔ مولوی صاحب نے دو تین بار کہا۔ لیکن وہ لوگ خاموش کھڑے رہے۔ پھر مولوی صاحب نے فرمایا۔ میں نے سنا ہے۔ ایک پارٹی یہاں فساد کرنے کے لئے آئی ہے۔ وہ آئے اور ہمارا سر (ٹوپی سر سے اتار کر اور سر آگے کو جھکا کر) بڑی خوشی سے پھوڑے۔ اس پر مجمع کی طرف سے لعنت لعنت کی صدا آنے لگی۔ یہ دیکھ کر مولوی صاحب نے قرآن شریف پڑھنا شروع کر دیا۔ جسے تمام لوگ خاموش ہو کر سنتے رہے لیکن مولوی صاحب نے رکوع ختم ہی کیا تھا۔ کہ لعنت اور گندی گالیوں کی آوازیں بڑے زور سے آنے لگیں۔ وہ گالیاں تحریر میں لانے کے قابل نہیں۔ صرف اس قدر بتا دیتا ہوں۔ کہ دنیا میں جو گندی سے گندی گالی ہو سکتی ہے۔ وہ مولوی صاحب کی خدمت میں پیش کی گئی۔ آخر مولوی صاحب کو بھی غصہ آگیا۔ انہوں نے بھی سنائیں۔ مگر اردو میں اس پر مخالف پارٹی کو اور بھی زیادہ غصہ آیا۔ پھر تو دل کھول کر صلواتیں سنائیں۔

اس کے بعد مولوی صاحب نے اپنے فرزند ارجمند کو حکم دیا۔ کہ وہ اٹھ کر نظم پڑھیں۔ اس پر وہ اٹھے اور نظم پڑھنی شروع کی۔ ابھی پہلا مصرع ہی ختم نہ کیا تھا۔ کہ لعنت اور گالیوں کی آوازیں آنے لگیں۔ اس پر "مولوی" اختر علی صاحب بھی چمکے۔ اور آپے سے باہر ہو کر کہنے لگے لعنت ہے تم پر۔ تف ہے تم پر۔ بے شرمو ڈوب مرو۔ دوسری طرف سے جو جواب ملا۔ وہ بہت ہی گندہ تھا۔ اس لئے میں اسے نقل نہیں کرتا۔

جس وقت دونوں پارٹیاں جوش میں تھیں۔ پولیس سٹیج کے قریب پہنچ گئی۔ سٹیج پر سے آوازیں آنے لگیں۔ پکڑو ان کو مارو ان کو۔ اس آواز پر پولیس نے اس پارٹی پر جو سٹیج پر حملہ کرنا چاہتی تھی حملہ کیا۔ اور دور بھگا دیا۔ جس وقت وہ پارٹی بیس پچیس قدم پرے چلی گئی۔ تو پھر مولوی صاحب کھڑے ہو کر یوں گویا ہوئے۔ کہاں ہیں وہ غنڈے اور شہدے جو ہمیں گالیاں دے رہے تھے۔ آئیں ہمارے مقابلہ پر میں ان کی بہادری دیکھوں دیکھا پولیس نے جب دو دو بید ان کے چوتڑوں پر رسید کئے۔ تو اس طرح اڑے جس طرح انسانوں کی جوتیوں کے ساتھ تنکے لگے ہوئے آندھی کے آنے پر اڑ جاتے ہیں۔ کیوں اب وہ آگے نہیں آتے۔ پولیس کے پاس توپیں بندوقیں تو نہیں۔ صرف چھوٹے چھوٹے ڈنڈے ہی ہیں۔ آئیں نا اور ہمیں گالیاں دیں۔ تب میں ان کی بہادری دیکھوں۔ اس پر پھر لعنت کی آوازیں آنے لگیں۔

اس کے بعد ایک اور مولوی صاحب لیکچر دینے کے لئے تشریف لائے۔ آتے ہی انہوں نے صلواتیں شروع کیں۔ کہ یہ پارٹی جس نے ہم کو گالیاں دی ہیں۔ کافر ہے۔ مردود ہے شیطان ہے۔ آج تم اے مسلمانو یہ وعدہ کرو۔ کہ ان سے جنہوں نے ہم کو گالیاں دی ہیں قطع تعلق کرو گے۔ اور ان سے کبھی سلام تک نہ لو گے وغیرہ وغیرہ۔ اس کے بعد مولوی ظفر علی خانصاحب پھر کھڑے ہوئے۔ اور پُر جوش لہجے میں فرمایا۔ کہ یہ جو کہا گیا ہے۔ کہ ان لوگوں سے قطع تعلق کرو جن لوگوں نے ہم کو گالیاں دی ہیں۔ یہ درست نہیں۔ ان بیچاروں کا کیا قصور ان کو جو پڑھایا گیا۔ وہی یہ سناتے ہیں۔ ہاں ہم مقاطعہ کریں۔ اور ضرور کریں گے ان شیطان مجسموں کا یعنی جماعت علی۔ دیدار علی اور مہر علی کا۔ یا وہ رہیں گے یا ہم رہیں گے۔ آہ افسوس ہم ہندو مسلم اتحاد کو رو رہے تھے۔ کہ آپس میں پھوٹ پڑ گئی۔ قیامت ہے قیامت ہے۔ مولوی صاحب سر پر ہاتھ مار مار کر اور رو رو کر یہ کہہ رہے تھے۔ میری آنکھوں میں اس وقت حضرت مسیح موعود کے الہام انی مهين من اراد اهانتك کا عبرت انگیز نظارہ پھر گیا۔ کہ مولوی ظفر علی صاحب کو حق کی مخالفت کرنے کا کیسا اجر ملا۔ انہوں نے یہ سمجھا تھا۔ کہ احمدیوں کو مرتد کافر واجب القتل بناؤ۔ اور پبلک میں عزت حاصل کرو۔ مگر اچھی عزت ملی۔ کیا انہیں معلوم نہیں ہمارے ساتھ وہ ہستی ہے۔ ہاں وہ غیور ہستی ہے۔ جسنے حضرت نوحؑ کے مخالفوں کو تباہ اور برباد کیا۔ جس نے حضرت موسےٰ کے مخالفوں کو دریا میں غرق کیا۔ اور سب سے زیادہ ہمارے آقا کے آقا حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے مخالفوں کو رسوا اور خوار کیا۔ وہی ہستی اس زمانہ کے نبی اور رسول کے مخالفوں کو ذلیل اور خوار کر رہی ہے۔ جن میں سے ایک مولوی ظفر علی بھی ہیں۔ آپ نے احمدیوں کو پہلے مرتد بتایا۔ خدا نے تھوڑے دنوں کے بعد ہی آپ کے بھائیوں سے آپ پر ارتداد کا فتوےٰ لگوایا۔ بلکہ اس سے بڑھ کر آپ کی بیوی بھی چھین لی (بذریعہ طلاق) پھر آپ نے احمدیوں کو گالیاں دیں۔ خدا نے آپ کے بھائیوں سے وہ گالیاں دلوائیں۔ کہ قیامت تک یاد رہیں گی۔ جب کبھی مولوی صاحب نے سلسلہ احمدیہ کے خلاف نیش زنی کی ہے۔ تب ہی خدا تعالےٰ کی بطش شدید میں گرفتار ہو گئے ہیں۔ اور آج تک کوئی ایسا موقع نہیں ہوا۔ کہ انہوں نے احمدیت کے خلاف اپنے قلم اور زبان کی تیغ چلائی ہو۔ اور خدا تعالےٰ کی طرف سے کوئی نہ کوئی مار ان پر نہ پڑی ہو۔ مگر افسوس یہ ہے۔ کہ دن بدن اپنی تباہی کے زیادہ سامان مہیا کرتے جاتے ہیں۔ کاش وہ اب بھی عبرت پکڑیں۔

([illegible])

اشتہارات

تمسکات پنجاب سنہ ۱۹۳۷ء

حکومت پنجاب قرضہ کا اعلان کیوں کرتی ہے؟

اسلئے کہ اس صوبہ سے قرضہ لیا جائے۔ اور اسی صوبہ کی ترقی اور اصلاح میں صرف کیا جائے۔

کتنا قرضہ اور کس لئے؟

ایک کروڑ روپیہ جو وادی ستلج اور دیگر مقامات کی ایسی نہروں پر صرف کیا جائے گا۔ جو فائدہ بخش ہونگی۔

قرضہ کیلئے ضمانت کیا ہوگی؟

حکومت پنجاب کا کل مالیہ

شرح سود کیا ہے؟

۴½ ۵ فیصدی

مجھے روپیہ کب واپس ملے گا؟

بارہ سال کے عرصہ میں۔ لیکن اگر آپ وادیٔ ستلج کی نہر پر اراضی خریدیں گے۔ تو اس کی قیمت کی پوری ادائگی یا اس کے جزو کی ادائگی میں آپ کے تمسکات پوری قیمت پر منظور کر لئے جائینگے۔

مجھے قرضہ کیلئے درخواست کہاں کرنی چاہیئے؟

بڑے سرکاری خزانہ یا اس کے ماتحتی خزانہ یا امپیریل بنک پنجاب کی کسی شاخ کے پاس جائیے۔

مجھے قرضہ کیلئے درخواست کس طرح کرنی چاہیئے؟

وہاں سے جو فارم آپ کو ملے گا۔ وہ آپ پر کرکے روپیہ داخل کر دیں۔

مجھے سود کب سے ملے گا؟

جس تاریخ کو آپ روپیہ ادا کریں گے۔ اسی تاریخ سے۔

مجھے سود کس طریقہ سے وصول ہوگا؟

۱۵ ر اکتوبر سنہ ۱۹۲۵ء تک کا سود آپ کو اسی وقت نقد ادا کر دیا جائے گا۔ جس وقت آپ روپیہ داخل کرینگے۔ اور اس کے بعد ششماہی پنجاب کے ہر ایسے خزانہ سرکار یا ماتحتی خزانہ سرکار سے ادا ہوا کرے گا۔ جس کے متعلق آپ کہیں گے۔ کہ اس کے ذریعہ ہوا کرے۔

میں یہ قرضہ کب دے سکتا ہوں؟

۱۲ ر ستمبر سنہ ۱۹۲۵ء سے ۱۵ ر اکتوبر سنہ ۱۹۲۵ء تک۔ جونہی ایک کروڑ روپیہ فراہم ہو جائے گا۔ قرضہ لینا بند کر دیا جائے گا۔

مجھے کیوں قرض دینا چاہیئے؟

(الف) کیونکہ ضمانت بھی اچھی ہے۔ اور سود بھی اچھا ملتا ہے۔ (ب) کیونکہ روپے کے بدلے میں زمین بھی ملتی ہے۔ بشرطیکہ نیلام کی بولی تمہارے نام پر ختم ہو (ج) کیونکہ اگر آپ اس صوبہ کی امداد کرینگے۔ تو ایک اچھے شہری کی طرح اپنے فرض کو ادا کرینگے۔

المشتہر۔ مائیلز ارونگ سیکرٹری گورنمنٹ پنجاب صیغہ مالیات،

دوائی اکسیر الاجسام قریب الاختتام ہے

(دوائی کھانے سے قبل اپنے جسم کا ترازو میں وزن کر لیں)

پیشتر ازیں اس دوائی کے متعلق اخبار "الحکم" میں بارہا تفصیل کے ساتھ لکھا جا چکا ہے۔ "الفضل" میں بھی مختصر نوٹ کی صورت میں اس کا تین چار دفعہ اعلان کیا گیا۔ مگر چونکہ نوٹ مذکور میں "اکسیر الاجسام" کے خواص کا مفصل ذکر نہیں تھا اس لئے ناظرین کرام "الفضل" اس بارہ میں بغرض استفسار اصرار کرنے میں حق بجانب ہیں۔ میں دیکھتا ہوں مستفسرین کی طویل خط و کتابت میں دوائی کی مقدار بہت قلیل رہ گئی ہے لہٰذا بپاس خاطر احباب دوائی کے خواص مختصراً تحتی سطور میں درج کئے جاتے ہیں:۔

یہ دوائی بلا ریب ضعف ہضم کو زائل کر کے خون صالح پیدا کرتی اور معدہ کو قوی تر بناتی ہے۔ خواہ کتنی ہی مدت کا معدہ کمزور کیوں نہ ہو۔ دودھ جسقدر بھی پیا جاوے ہضم ہو جاتا ہے۔ اس کے چند دنوں کے کھانے سے چہرہ پر رونق آجاتی ہے۔ مقوی اعصاب و اعضائے رئیسہ اور محافظ حرارت غریزی ہے۔ دماغ۔ دل و جگر اور گردہ و مثانہ کی طاقت کو بڑھانے میں اپنے اندر خواص رکھتی ہے۔ مثانہ کے تمام امراض اسکے استعمال سے بفضلہ تعالیٰ دور ہو جائینگے۔ الغرض یہ دوائی بہت سے اخراجات سے سبکدوش کرنیوالی ہے قیمت فی شیشی جسمیں فقط تین رتی دوائی ہوگی مبلغ عنہ روپے علاوہ محصولڈاک مقرر ہے۔ مقدار خوراک یکدانہ خشخاش سے ایک چاول تک ہو سکتی ہے۔ پرچہ طریق استعمال شیشی کے ہمراہ حاضر ہوگا۔ گنوز مخفیہ میں سے فیل کا سفوف بھی پیش خدمت ناظرین ہوتا ہے۔

سفوف مجرّب

یہ سفوف وجع المفاصل۔ وجع الورک۔ عرق النساء اور نقرس کے لئے بارہا تجربہ میں آچکا ہے۔ اس میں شک نہیں تمام چیزوں میں تاثیر اور برکت اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے آتی ہے تاہم اس کے اجزائے طبی فوائد اور ترکیب کے نتائج خدا کے فضل سے یقینی ہیں۔ یاد رکھنا چاہیئے وجع المفاصل جوڑوں کے درد کو کہتے ہیں۔ اگر پاؤں کی ایڑی اور انگلیوں میں ہو تو اس کا نام نقرس ہے اور ایسا ہی اگر سرین کے جوڑ میں درد ہو تو اس کو وجع الورک سمجھنا چاہیئے اور اگر وہاں سے گذر کر گھٹنے تک پہونچے تو اسکو عرق النساء کہتے ہیں۔ اسکے ہفتہ عشرہ کے استعمال سے شافی مطلق کے حکم سے کامل صحت ہوئی قیمت دس دن کی خوراک کے لئے مبلغ چار روپے علاوہ محصولڈاک لیجائیگی۔ پرچہ ترکیب استعمال دوائی کے ہمراہ ارسال ہوتا ہے۔ جملہ درخواستیں بپتہ ذیل پر آنی چاہئیں۔

المشتہر

مینجر اکسیر الاجسام دار الفضل قادیان ضلع گورداسپور (پنجاب)

ہندوستان کی خبریں

—— ابن سعود اور اس کے حمایت کنندوں کی ان حرکات پر جن سے روضہ اطہر اور مسجد نبوی کی بے حرمتی ہوئی اظہار رنج و نفرت کے لئے ملتان میں ایک جلسہ کیا گیا۔ تقریباً چار پانچ ہزار آدمی کا اجتماع تھا۔ ان حالات کو سن کر جو ان لوگوں کے ہاتھوں یثرب و بطحا کی سرزمین میں رونما ہوئے۔ حاضرین چشم تر ہو رہے تھے ؂

—— بمبئی کے ایک جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے مولوی شوکت علی صاحب نے کہا۔ "مجھے صرف اطمینان ہونے کی ضرورت ہے۔ اگر مجھے آج اس بات کا یقین ہو جائے۔ کہ ابن سعود نے اسلام کو نقصان پہنچایا ہے۔ تو میں سب سے پہلے اس سے جنگ کرنے کے لئے تیار ہو جاؤں گا" ؂

ہم نہیں سمجھ سکتے۔ ان کے اطمینان کا کیا معیار ہے خود ان کے نام یروشلم سے جو تار آئی ہے۔ اس میں بھی اسبات کا اعتراف کیا گیا ہے۔ کہ مزار مقدس کے گنبد پر گولیاں لگیں۔

—— مدینہ منورہ کی عمارات مقدسہ پر گولہ باری کے خلاف بطور احتجاج ۳۰ اگست کو تمام دن کراچی میں ہڑتال رہی۔ اور میدان عیدگاہ میں ایک جلسہ منعقد کیا گیا جس میں ابن سعود و دیگر اس کے ہم خیال اشخاص کی ان زبون حرکات پر اظہار رنج و ملال کے لئے ریزولیوشن پاس کئے گئے۔ جو انہوں نے بعض مقامات مقدسہ کے نقصان پہنچانے سے ظاہر کیا ؂

—— معلوم ہوا ہے۔ کہ اسمبلی کے ایک عیسائی ممبر یہ تحریک پیش کرنے والے ہیں۔ کہ میاں فضل حسین کو دوسرا ایگزیکٹو کونسل میں مقرر کر کے مسٹر بھورے (عیسائی) کی حق تلفی کی گئی ہے

—— راولپنڈی جیل میں ہیضہ پھوٹ پڑا ہے۔ جس سے چند قیدی مر گئے ؂

—— بمبئی مدن پورہ میں ایک جلسہ کے موقع پر حامیان ابن سعود نے جہاں مولوی خجندی اور دوسرے اشخاص پر حملہ کیا۔ وہاں پیر جماعت علی شاہ کی بھی مرمت کر دی۔ چنانچہ "زمیندار" نے لکھا ہے۔ "پیر جماعت علی شاہ کے بھی کئی گھونسے اور تھپڑ پڑے۔ مگر پھر بعض لوگوں نے کہا۔ کہ یہ بوڑھا ہے اسے چھوڑ دو"

—— گیا۔ ۴ ستمبر۔ تمن امام کی قیادت میں گیا کے مسلمانوں نے اس مضمون کی قرارداد منظور کی ہے۔ کہ پچاس ہزار رضاکار بھرتی کر کے حجاز بھیجے جائیں۔ اور حکومت ہند سے عرض کیا جائے کہ وہ ان رضاکاروں کے لئے ہر قسم کی آسانیاں بہم پہنچائے ان کے راستہ میں کوئی روکاٹ پیدا نہ کی جائے۔ انہیں قانون اسلحہ کی دفعات سے مستثنیٰ ٹھیرایا جائے انہیں چاند ماری اور مصنوعی جنگ کی اجازت دیجائے انہیں جہازوں میں سوار کرنے اور ان کے لئے سامان حرب و دیگر ضروریات خریدنے کا انتظام کیا جائے اس مہم کے لئے مختلف العقائد مسلمانوں سے اپیل کی گئی ہے۔ کہ وہ رضاکاروں کی امداد اور چندے کے لئے میدان عمل میں آئیں ؂

—— سید غلام بھیک صاحب نیرنگ معتمد عمومی جمعیت تبلیغ الاسلام اپنے ایک مضمون مدینہ ۵ ستمبر میں لکھتے ہیں۔ "اس وقت فتوے شائع کئے جا رہے ہیں۔ کہ مقابر و مزارات کا انہدام نہ صرف مباح ہے۔ بلکہ احیائے سنت ہے مسلمان آگاہ رہیں۔ کہ کل کو غیر مسلم ہمارے قبرستانوں اور مزاروں کو کھود ڈالیں گے۔ اس وقت مسلمان اگر کسی شکل میں بھی احتجاج کریں گے۔ تو یہی فتوے ہمارے منہ پر مارے جائینگے ہم نے کل مہاراجہ بھرت پور کے انہدام مساجد پر شورش برپا کی آج مہاراجہ بھرت پور کہہ سکتے ہیں۔ کہ میں نے تو محی السنت ابن سعود کا سا عمل کیا تھا۔ میں کیوں گنہ گار تھا۔ اور ابن سعود کیوں گنہگار نہیں"

—— ریاست رام پور میں نجدیوں کے استبداد کے برخلاف جلسے ہو رہے ہیں۔ اور عوام نجدیوں کے مظالم پر نفرین بھیج رہے ہیں ؂

—— شملہ۔ اسمبلی نے معمولی ترمیم کے بعد بل شادی کو منظور کر لیا ہے۔ اس بل کے قانونی شکل اختیار کرنے پر ۱۳ سالہ سے کم عمر کی شادی شدہ لڑکی کے ساتھ اور ۱۴ سال سے کم عمر کی غیر شادی شدہ لڑکی کے ساتھ مقاربت کرنا قانوناً جرم قرار دے دیا جائے گا۔

ممالک غیر کی خبریں

—— شاہ فواد نے سلطان ابن سعود کو مسلمانان مصر کی جانب سے تار بھیجا ہے۔ جس میں ان سے درخواست کی گئی ہے۔ کہ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مزار مقدس پر گولہ باری کرنے سے احتراز کریں ؂

—— شنگھائی۔ ۲۰ اگست کو چینی ۲۰ انگریز مبلغین کو اٹھا کر لے گئے تھے۔ ۳۰ اگست کو انہیں رہا کر دیا گیا ہے۔

—— ماسکو۔ فوجی سامان رسد کے ذخیرہ سے کچھ سامان کے بیجا طور پر صرف ہونے کا جو مقدمہ چل رہا تھا ڈیڑھ ماہ کی مسلسل کارروائی کے بعد ختم ہو گیا۔ نو افسروں کو غبن کے الزام میں سزائے موت ملی اور دس آدمیوں کو دس سال تک کی سزائیں دی گئیں۔

—— جرمنی کے طول و عرض میں عالمگیر انڈسٹریل بے چینی پھیلی ہوئی ہے برسلا کی جنرل جرمن ٹریڈ کانگرس میں اس کے متعلق اکثر تقریریں ہوئیں ؂

—— بعض اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ دروسی (اپنی) اس کوشش میں کامیاب نہیں ہوئے کہ دمشق میں داخل ہو جائیں ان کی ناکامی کی وجہ فرانسیسیوں کی ہوشیاری ہے ؂

—— انگلستان و امریکہ نے ایک متحدہ سکیم طیار کی ہے۔ جس کے ماتحت خاص منڈیوں اور لنڈن کی گودیوں کے درمیان زمین دوز ریلوے بنائی جائے گی ؂

—— القاہرہ ۳۰ ستمبر۔ ابن سعود کا ایک نمائندہ رقمطراز ہے۔ مجھے اختیار دیا گیا ہے۔ کہ میں اس امر کا بوضاحت تمام انکار کر دوں۔ کہ وہابیوں نے مسجد نبوی یا سید الشہداء حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ عم رسول اللہ کے روضہ پر گولہ باری کی ہے میں اعلان کرتا ہوں۔ کہ صرف اس شریفی افواج پر شیل کے گولے گرائے گئے۔ جو سلاح میں مورچہ زن ہے ؂

—— جنیوا۔ ٹرکی نے جمعیتہ اقوام سے شکایت کی تھی۔ کہ برطانیہ مغربی بحیرہ روم میں اپنے بحری بیڑے کو مجتمع کر رہا ہے۔ تاکہ موصل کے متعلق مجلس اقوام کے فیصلہ پر زور ڈالا جائے۔ لیکن یہ شکائت بالکل بے جا ثابت ہوئی۔ کیونکہ برطانوی جہازوں کی نقل و حرکت حسب پروگرام موسم گرما تھی۔ نہ کہ سیاسی طور پر ؂

—— لنڈن۔ جرمنی اور انگلستان کی حکومتیں اس سوال پر غور کر رہی ہیں۔ کہ دنیا کی منڈیوں کو کوئلہ دینے میں جرمنی اور برطانیہ مل کر کام کریں ؂

—— لنڈن۔ پرتگال کا صدر بیمار ہے۔ اس کے ڈاکٹروں نے کامل آرام کرنے اور شہر نیس کو جانے کا مشورہ دیا ہے۔ لیکن جمہوریہ پرتگال کے قانون اساسی کی رو سے وہ پارلیمنٹ کی اجازت کے سوا پرتگال سے باہر نہیں جا سکتا۔ چونکہ آج کل پارلیمنٹ کا اجلاس ہو نہیں رہا۔ اس لئے اجازت کا حصول مشکل ہے ؂

—— دو فرانسیسی ہوابازوں نے حال میں دنیا کے ریکارڈ ہوابازی کو توڑ دیا ہے۔ اور ۴۵ گھنٹے ۱۱ منٹ اور ۵۹ سیکنڈ کے اندر ۵۰ ۲ میل کا لگاتار سفر کیا ہے۔

—— امریکن بائبل سوسائٹی نے اپنے ۱۰۹ ویں سالانہ اجلاس میں اعلان کیا۔ کہ اس سال ۶۶۵۲۲۹۹ بائبل کی جلدیں باہر بھیجی گئی ہیں۔ پچھلے سال سے گویا اس سال پانچ لاکھ زیادہ جلدیں بھیجی گئیں۔